

- (۳۵) - یہ احادیث مبارکہ کتب حدیث میں کثرت سے مروی ہیں۔ ادعیہ کی کتب میں جمع کر دی گئی ہیں۔ انہیں مسلمان اپنی دعاؤں میں کثرت سے استعمال کرتے ہیں، نیز رافعی نے اپنی کتاب دراستہ القرآن والحديث میں ان احادیث کو بطور ضرب المثال پیش کیا ہے۔
- (۳۶) - الترمذی، امام ابو عیسیٰ، سنن الترمذی مسلسل حدیث نمبر بیروت، دارالافتح ۱۹۸۰ء۔
- (۳۷) - رافعی، مصطفیٰ صادق، اعجاز القرآن ص ۴۴ طبع مصر ۱۳۳۶ھ/۱۹۲۸ء۔
- (۳۸) - الترمذی، امام ابو عیسیٰ، سنن الترمذی مسلسل حدیث نمبر ۳۵۲۹ بیروت دارالافتح ۱۹۸۰ء۔
- (۳۹) - الجامع، البیان والتبین ص ۲۷۸۔
- (۴۰) - الترمذی، امام ابو عیسیٰ، سنن الترمذی مسلسل حدیث نمبر ۳۵۲۱، بیروت، دارالافتح ۱۹۸۰ء۔



مکاتیب نبوی کا ادبی پہلو

ڈاکٹر خورشید رضوی

یہ بات سب کو معلوم ہے کہ فصاحت و بلاغت اہل عرب کا طرہ امتیاز تھا جس پر انہیں بہت ناز تھا۔ انہیں ان کے عجز کا احساس دلانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم المعجزات یعنی قرآن حکیم عطا فرمایا جس کی فصاحت و بلاغت نے ان زبان آوروں کو گنگ کر دیا چنانچہ قرآن نے لکار کر ان سے کہا۔

”وان کنتم فی رب مما نزلنا علی عبنا فاتوا بسورۃ من مثله۔ وادھوا شہداء کم من دون اللہ ان کنتم صدقین (۱)“

”اور اگر تم اس چیز کے بارے میں جو ہم نے اپنے بندے پر نازل کی ہے کسی شک میں ہو تو پھر اس جیسی ایک سورت بنا لاؤ اور اللہ سے ہٹ کر تمہارے جو گواہ ہوں انہیں بلاؤ، اگر تم سچے ہو۔“

اور ساتھ ہی یہ فرما کر اس امکان کی قطعیت کے ساتھ نفی کر دی کہ:

”فان لم تفعلوا فلن تفعلوا فاتقوا النار التي وقودها الناس والحجارة اعدت للكافرين“ (۲)

”پھر اگر تم یہ نہ کر سکو۔ اور ہرگز نہیں کر سکو گے۔ تو پھر اس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں اور جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے“

معجزات انبیاء علیہم السلام کے سلسلے میں ایک نکتہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ جس قوم کو جس چیز پر بہت ناز ہوتا ہے پیغمبر کے ہاتھوں اسی میں اس کے عجز کو نمایاں کیا جاتا ہے۔ چنانچہ قرآن کی بے مثل فصاحت و بلاغت کے حوالے سے قاضی ابوبکر محمد بن الیب الباطانی (م ۳۰ ۳ ھ) اپنی مشہور تصنیف ”اعجاز القرآن“ میں فرماتے ہیں:

”.....حیرہم فیہ‘ اذکان من جنس القول الذی زعموا انہم ادکوا فیہ النہایتہ‘ وبلغوا فیہ النہایتہ‘ فمرفوا عجزہم‘ کما عرف قوم عیسیٰ نقصانہم فیما قدروا من بلوغ اقصیٰ الممكن فی العلاج‘ والوصول الی اعلیٰ مراتب الطب‘ فجاءہم بما بہرہم: من احیاء الموتی‘ وبراء الاکتمہ والابصر‘ وکما اتی موسیٰ بالمصاالتی تلفت مادقوا فیہ من سحرہم....“ (۳)

”اس کے بارے میں انہیں ورطہ حیرت میں ڈال دیا کیونکہ یہ اسی جنس کلام پر مشتمل تھا

جس کے متعلق انہیں زعم تھا کہ وہ اس کی غایت و انتہا کو پہنچ چکے ہیں۔ چنانچہ ان کا عجز انہیں معلوم ہو گیا جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قوم کو اپنا نقص اس میدان میں معلوم ہو گیا تھا جس میں ان کو ہر ممکن حد تک قدرت حاصل ہو چکی تھی یعنی علاج معالجہ اور طب کے اعلیٰ مراتب تک رسائی۔ حضرت عیسیٰ نے ان کے سامنے مردوں کو زندہ کرنے اور مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو شفا بخشنے کی وہ صورت پیش کی کہ وہ ششدر رہ گئے یا جس طرح حضرت موسیٰ وہ عصا لائے جس نے ان کے جادو کو، جس میں وہ بڑی باریکیوں تک پہنچ چکے تھے، اچک لیا.....“

زباں آور ان عرب کسی کی بات اس وقت تک سننا گوارا ہی نہیں کرتے تھے جب تک اس کا کلام اپنی قوت و شوکت سے ان کی سماعتوں کو بزور اپنی طرف مبذول نہ کر لے۔ چنانچہ ”العی ش“ یعنی عجز بیان ان کی نظر میں بہت برا عیب تھا۔ کامل مہر میں بیان ہوا ہے کہ شعر میں وزن کو پورا کرنے کے لئے بھرتی کے الفاظ لانا یا نثر میں سلسلہ کلام کو یاد کرنے کے لئے بھرتی کے جملے ڈالنا مثلاً ”سنا آپ نے“ ”سجھے آپ“ ”صاحب کس خیال میں ہیں“ وغیرہ، ان کے نزدیک عیب کلام تھا جس کا نام ”استحانت“ تھا یعنی غیر متعلق چیزوں سے مدد لینا۔ گفتگو کے دوران انگلیوں کو توڑنا مروڑنا یا داڑھی پر ہاتھ پھیرنا یا بار بار کھانسا کھکانا بھی اسی ذیل میں شمار ہوتے تھے۔ چنانچہ ایک شاعر نے ایک مقرر کی بھوکرتے ہوئے کہا ہے:

ملی بہر والصفات وسملته ومسحته عشون فقتل الاصابع

”بار بار اس کی سانس پھولنے لگتی ہے، مڑ کر ادھر ادھر دیکھتا ہے، کھانسا ہے داڑھی کھجاتا ہے اور انگلیوں کو بل دیتا ہے“ (۴)

اس تمہید کا مقصد یہ واضح کرنا تھا کہ یہ قوم جس کے نزدیک قدرت کلام ہی انسانی وقار کا سب سے بڑا پیمانہ تھا اور جس کی تادیب ذہنی کے لئے قرآن مجید جیسی بلیغ کتاب نازل فرمائی گئی اس قوم میں جس نبی امی --- ذواہ ابی وامی --- کو مبعوث کیا گیا اس کا طلاق لسانی اور فصاحت بیانی سے متصف ہونا کس قدر ناگزیر تھا۔ چنانچہ خالق انسان اور معلم بیان نے یہ اہتمام فرمایا کہ نبی عربی، صلی اللہ علیہ وسلم کو سب عربوں سے بڑھ کر فصاحت عطا کی۔ کلام الہی کے بعد عربی زبان میں فصاحت و بلاغت کا سب سے اونچا معیار حدیث نبوی کے وہ حصے ہیں جن میں

روایت باللفظ کا اہتمام ممکن ہو سکا ہے۔ خود نبی اکرم، صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے اس حقیقت کا اظہار بطور تحدیثِ نعمت، ان الفاظ میں مروی ہے:

”انا افصح العرب بید (۵) انی من قریش فنشات فی بنی سعد“

”میں عرب کا فصیح ترین فرد ہوں کہ میرا تعلق قریش سے ہے اور میری پرورش بنو سعد میں ہوئی ہے“

جاہل نے کتاب البیان والتبيين میں بعض ایسے جملے نقل کئے ہیں جو پہلی بار زبان مبارک سے ادا ہوئے اور پھر ضرب اللیل کی سی حیثیت اختیار کر گئے (۶) مثلاً:

الان حمی الوطیس

لاینتطح فیہ عنزان

لابلسع المؤمن من حجر مرتین

پھر حضور کی فصاحت و بلاغت پر نہایت طبع گفتگو کی ہے اور آپ کے بعض ایسے فرمودات نقل کئے ہیں جن میں کمال جامعیت کے ساتھ بہت کم الفاظ میں بہت وسیع معانی سموائے گئے ہیں

مثلاً

الناس کلہم سواء کاسنان المشط

المراء کثیر باخیه

الید العلیا خیر من الید السفلی

اور یہی وہ فرمودات ہیں جو آنحضور کے قول ”اعطیت جو امع الکلم“ کی تفسیر ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی فصاحت و بلاغت کی یہ شان آپ کی احادیث، خطبات اور مکاتیب، سب میں نمایاں نظر آتی ہے۔ اس حقیر سی تحریر میں صرف آخر الذکر یعنی مکاتیب نبوی ----- علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ----- کے ادبی پہلو کا ایک طائرانہ جائزہ لینے کی کوشش کی جائے گی۔

دنیاے ادب میں تمام اہم شخصیات کے مکاتیب کو خصوصی اہمیت دی جاتی ہے کیونکہ ان میں

ان شخصیات کی بہت گہری پرمیں کمال برجستگی سے سامنے آجاتی ہیں۔ تاہم نبی امی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے مکاتیب گرامی کی سطح بنیادی طور پر مکاتیب کی عمومی صنف سے الگ اور ممتاز ہے آپ نے نہ کبھی ہاتھ میں قلم تھاما نہ محض ذاتی احوال کی تفصیل کے لئے خطوط لکھوائے اور نہ قدرت کلام کے مظاہرے کی غرض سے عبارت آرائی فرمائی۔ آپ کے خطوط انتہائی ضرورت کے تحت بالعموم بہت مختصر لیکن نہایت موثر پیرایہ بیان میں اظہار مطلب سے عبارت ہیں۔ اور یہی اس عظیم ہستی کے شایان شان بھی ہے جس کا ہر لفظ قانون کی حیثیت رکھتا ہو۔

ڈاکٹر محمد حمید اللہ کے بقول:

” تاریخ نے ایسے کوئی دو ڈھائی سو خطوط محفوظ کئے ہیں جو آنحضرت، صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف قبائلی شیوخ، صوبہ جاتی افسروں، اور ہمسایہ حکمرانوں کے نام تحریر فرمائے تھے“ (۷)۔

ڈاکٹر ثار احمد فاروقی نے یہ تعداد ڈھائی سو سے زائد (۸) اور مولانا سید محبوب رضوی نے تین سو کے قریب بتائی ہے (۹)۔ ان میں سے چھ مکتوب اپنی اصل صورت میں دریافت بھی ہو چکے ہیں۔ ان کے بارے میں مشرق و مغرب کے محققین نے رق (parchment) کی کیفیت، عربی رسم الخط کی تاریخ ارتقاء اور دیگر قرائن کے پیش نظر مختلف آراء کا اظہار کیا ہے (۱۰) تاہم واضح رہے کہ اختلاف صرف اس بات میں ہے کہ کیا یہ دریافت شدہ چمڑے یا جھلی کے ٹکڑے جن پر یہ مکاتیب درج ہیں واقعی عین وہی ہیں جو آنحضرت نے لکھوا کر ارسال فرمائے تھے یا بعد کے زمانے میں کسی نے مکاتیب نبوی کی عبارت ان پر نقل کر کے انہیں اصل دستاویز مشہور کر دیا۔ ورنہ جمال تک مکاتیب نبوی کے متون کا تعلق ہے وہ مختلف روایات کے ساتھ عمد بہ عمد،

مشہور مصادر علمی میں محفوظ چلے آ رہے ہیں مثلاً:

محمد بن اسحاق (م ۱۵۱ھ) کی السیرة النبویة

امام ابو یوسف (م ۱۸۲ھ) کی کتاب الخراج

امام سعد (م ۲۳۰ھ) کی الطبقات

الجاحظ (م ۲۵۵ھ) کی البیان والتبيين

- امام بخاری (م ۲۵۶ھ) کی الجامع الصحیح
- امام مسلم (م ۲۶۱ھ) کی صحیح مسلم
- البلاذری (م ۲۷۹ھ) کی فتوح البلدان
- امام نسائی (م ۳۰۳ھ) کی کتاب السنن
- ابن جریر طبری (ج ۲۱۰ھ) کی تاریخ الامم والملوک
- ابن عبد ربہ (م ۳۲۸ھ) کی العقد الفرید
- ابو الفرج الاصفہانی (م ۳۵۶ھ) کی کتاب الاغانی
- قاضی عیاض (م ۵۴۴ھ) کی الشفاء
- سھیلی (م ۵۸۱ھ) کی الروض الاف
- یاقوت الحموی (م ۶۴۶ھ) کی معجم البلدان
- عزالدین ابن الاثیر (م ۷۳۰ھ) کی "الکامل فی التاریخ" "اور اسد الغابۃ"
- ضیاء الدین ابن الاثیر (م ۷۳۷ھ) کی المثل السائر
- ابن قیم (م ۷۵۱ھ) کی زاد المعاد
- القائمشندی (م ۸۵۱ھ) کی صحیح الاعشى
- ابن حجر العسقلانی (م ۸۵۲ھ) کی الاصابۃ
- ابن طولون (م ۹۵۳ھ) کی اعلام الساکلین
- ابوالحسن الخلیلی (م ۱۰۳۳ھ) کی السیرۃ الخلیتہ
- الزرقاتی (م ۱۱۳۲ھ) کی شرح المواہب

مکاتیب نبویؐ کے ادبی پہلو پر گفتگو کرتے ہوئے یہ بات ایک مرتبہ پھر دہرا دینی مناسب ہوگی کہ ان میں عام ذاتی اور نجی ادبی خطوط کی سی تفصیلات اور جزئیات کی تلاش نہایت نامناسب ہوگی۔ ان مقدس مکاتیب میں اگر کچھ ایسے خطوط مل بھی جائیں جن کا موضوع ذاتی کہلا سکتا ہے تو ان کی سطح بھی ذاتی نہیں رکھی گئی بلکہ ان کے مندرجات کو عمومی و اجتماعی سطح تک اٹھا کر معیاری رویوں کی تلقین کا ذریعہ بنایا گیا ہے۔ مثال کے طور پر حضرت معاذ بن جبل کے بیٹے کی وفات پر ان کے نام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تعزیت نامہ جس کا متن یوں مروی ہے:

”من محمد رسول اللہ الی معاذ بن جبل:

سلام علیک‘ فانی احمد الیک اللہ الذی لا الہ الاہو‘ اما بعد
 فعظم اللہ لک الاجر‘ والہمک الصبر‘ فوزقنا‘ ایاک الشکر‘
 ثم ان انفسنا واهلینا لعموالینا من مواہب اللہ السنیتہ‘
 وعوارفہ المستودعتہ‘ نمتع بہا الی اجل معدود‘ فتقبض لوقت
 معلوم‘ ثم افترض علینا الشکر اذا اعطی‘ الصبر اذا ابتلی‘
 وکان اینک من مواہب اللہ الہنیۃ‘ وعوارفہ المستودعتہ‘ متمک
 بہ فی غبطتہ وسرور‘ وقبضہ منک باجر کثیر: الصلواتہ والرحمتہ
 الہدی‘ ان صبرت فاحتسبت‘ فلاحجمن علیک یا معاذ خصلتین:
 ان یحبط جزعک صبرک‘ فتنتم علی ما فاتک‘ فلو قدمت علی ثواب
 مصیبتک‘ قد اطعت ربک‘ فتنجرت موعودہ‘ عرفت ان المصیبتہ قد
 قصرت عنہ‘ اعلم ان الجزع لا یرد میتا‘ ولا یدفع حزنا‘
 فاحسن الجزا فتنجز للوعود‘ ولینہب اسفک ماہو نازل بک فکان قد“ (۱۱)

اللہ کے رسول محمدؐ کی طرف سے معاذ بن جبل کے نام

سلام علیک‘ میں تمہارے ساتھ اللہ کی حمد کرتا ہوں‘ وہ کہ جس کے سوا ہرگز کوئی معبود نہیں۔

اما بعد‘ اللہ تمہیں اجر عظیم عطا فرمائے اور تمہارے دل کو صبر آشنا کرے اور ہمیں اور تمہیں توفیق شکر ارزانی فرمائے۔ دیگر یہ کہ ہماری جائیں اور اہل و عیال اور دوست احباب سب اللہ کی بخشی ہوئی گراں قدر نعمتیں ہیں اور اس کے احسانات ہیں جو امانت کی صورت ہمارے پاس

ہیں۔ اور ایک میعاد مبین تک ہمیں ان سے بہرہ اندوز ہونے کا موقع دیا جاتا ہے اور ایک وقت مقرر پر وہ ہم سے لے لی جاتی ہیں۔ پھر یہ کہ اس نے ہم پر شکر لازم کیا ہے بصورت عطا اور صبر بصورت ابتلا۔ تمہارا فرزند بھی اللہ کی بخشی ہوئی انہی نعمتوں اور امانت جیسے احسانات میں سے ایک تھا۔ اللہ نے تمہیں اس کی خوشیاں دکھائیں اور پھر اجر کثیر یعنی رحمت و ہدایت۔۔۔ کے عوض اسے تم سے لے لیا بشرطیکہ تم صبر اختیار کرو اور اللہ سے اجر کی امید رکھو سو اے معاذ، زہار دوسری محرومی نہ خرید لینا (یعنی محرومی اولاد اور محرومی ثواب) مبادا جزع جزع تمہارے صبر کو برباد کر دے اور بالاخر تمہیں اپنی محرومی پر ندامت ہو۔ اگر تمہاری توجہ اپنی مصیبت کے اجر کی طرف اس انداز میں رہی کہ تم اپنے پروردگار کی اطاعت میں لگے رہے اور اس کی جناب میں اس کا وعدہ پورا فرمانے کی استدعا کرتے رہے تو تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ مصیبت اجر کے مقابلے میں کم تھی، یاد رکھو کہ رونے دھونے سے مرنے والا واپس نہیں آجایا کرتا اور نہ غم غلط ہوتا ہے سو خوبی جزا کے لئے کوشاں رہو اور (ثواب) موعود کے طلب گار بنو اور جو چیز خود تم پر وارد ہونے والی ہے۔ (یعنی موت)۔۔۔ اس کے پیش نظر تمہارا افسوس مٹ جانا چاہئے کیونکہ سمجھو کہ وہ اب آئی اور اب آئی۔“

اس خط کی پیغمبرانہ شان بڑی واضح ہے جو انسان کو موت سے مارا دیکھنے کے لائق بناتی ہے۔ لیکن اس کا اسلوب کسی واعظ خشک کے وعظ کی طرح درد مندی کے احساس سے عاری نہیں بلکہ اس کی عبارت میں اولوالعزمی کا درس درد مندی ہی کے خیر میں گنہگار ہوا ہے۔

کتوب کی زبان اور اسلوب، ایجاز و اعجاز اور سادگی و پرکاری کے اس مرتبہ عالی پر فائز ہے جسے فصاحت اپنا تہمتی اور بلاغت اپنا آئینہ معیار قرار دے سکتی ہے۔ عربیت کا ذوق رکھنے والے دیکھ سکتے ہیں کہ یہ چھوٹے چھوٹے جملے کتنے بڑے بڑے مطالب کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہیں اور کیسے موتی سے الفاظ کس خوبصورتی اور سلیقے سے عبارت میں جڑے ہوئے ہیں۔ سادہ مگر پر مغز سہل مگر ممتنع کسی اور زبان میں کیونکر سمجھایا جائے کہ ”افترض علینا الشکر اذا اعطی والصبر اذا ابتلی“ میں جو امح الکلم کی شان جامعیت کس طرح آشکار ہے اور ”ولینہب اسفک ماہو نازل بک وکان قد“ کے گنے پنے الفاظ میں کتنے تہ بہ تہ معانی کس قدر بھرپور تاثر کے ساتھ

گندھے ہوئے ہیں۔

جا حظ نے البیان والتبيين میں فصاحت نبوی کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے بجا طور پر لکھا ہے:

”وانا اذکر بعد هذا فنا اخر من کلامه (ص) فهو الکلام الذی قل عدو خروفه وکثر عدو معانیه
وجل عن الصنعته فوزه عن التكلف وکان ‘ کما قال اللہ تبارک وتمالی قل یا محمد وما انا من
المتکلفین“۔ (۱۳)

”اس کے بعد میں حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے کلام کے ایک اور اسلوب کا ذکر کرتا ہوں یہ وہ کلام ہے جس کے حروف کی تعداد بہت کم اور معانی کی مقدار بہت زیادہ ہے۔ یہ فصیح سے بری ہے اور تکلف سے پاک۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے اس قول کے عین مطابق کہ اے محمد کہہ دو ”وما انا من المتکلفین“ (۱۳) میں تکلف اختیار کرنے والوں میں سے نہیں ہوں“ (۱۳)

بلاغت کی مختصر ترین تعریف ’کلام کا متقنہ حال کے مطابق ہونا ہے۔ یعنی جہاں اختصار کا موقع ہو وہاں اختصار سے کام لیتا اور جہاں تفصیل کا تقاضا ہو وہاں تفصیل اختیار کرنا۔ تکرار بے سبب سے بیعتوں میں آکھاٹ پیدا نہ کرنا لیکن اگر موقع اور موضوع تکراری کا مطالبہ کرتا ہو تو اس سے گریز نہ کرنا نیز مخاطب کے مزاج اور اس کی عقل کے مطابق کلام کرنا۔

مکاتیب نبوی بلاغت کے ان معیاروں کے لئے مثالی حیثیت رکھتے ہیں۔ ہر مکتوب متقنہ حال کے عین مطابق ہے۔ جہاں اختصار کی ضرورت ہے وہاں ایک حرف زائد نہیں ملتا۔ جب سبب کذاب نے دعوائے نبوت کیا تو بزم خویش سیم رسالت ہو کر حضور سے بواہر کرنا چاہا اور لکھا:

”من مسیلمته رسول اللہ الی محمد رسول اللہ

” سلام علیک اما بعد فانی قد اشركت فی الامر مکم وان لنا نصف الارض والقریش نصف

الارض ولكن قريشا قوم يعتمدون“ (۱۴)

” اللہ کے رسول سبب کی طرف سے اللہ کے رسول محمد کی طرف سلام علیک، اما بعد واضح ہو کہ مجھے آپ کے ساتھ شریک معاملہ بنا دیا گیا ہے آدمی زمین ہم دونوں کی ہے اور آدمی قریش

کی لیکن قریش اپنی حدود سے تجاوز کرنے والے لوگ ہیں“
سیلہ کی اس لن ترانی کے جواب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حد درجہ مختصر جواب لکھوایا:

”بسم اللہ الرحمن الرحیم

من محمد رسول اللہ الی مسیلمہ الکذاب

سلام علی من اتبع الهدی، اما بعد فان الارض للہ یورثها من یشاء

من عباده والمعاقبہ للمتقین“ (1۵)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ کے رسول محمد کی طرف سے سیلہ کذاب کے نام، سلامتی ہو اس پر جس نے ہدایت کی پیروی اختیار کی، اما بعد، واضح ہو کہ زمین اللہ کی ہے، اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اس کا وارث بناتا ہے اور انجام انہی کا اچھا ہو گا جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں“

اس مختصر سی تحریر میں سرزنش کا صرف ایک لفظ ”کذاب“ — اور وہ بھی اس مناسبت سے کہ سیلہ نے اپنے نام کے ساتھ رسول اللہ لکھا تھا اور اللہ کے سچے رسول کو اس کی نفی کرنا لازم تھا۔ باقی سارے کتب کی سطح قلم کسار کی طرح بلند ہے جو خاک اگندہ سنگ ریزوں کی سطح پر اتر ہی نہیں سکتا۔ نہ سوال نہ جواب نہ دعویٰ نہ دلیل۔ ایک عمومی پیرایہ بیان ہے اور ایک اصولی بات اور وہ بھی قرآن کے الفاظ میں۔ ما یمنطق عن العوی کے اس عظیم پیکر نے اپنی طرف سے کچھ کہا ہی نہیں لیکن خطاب کے بغیر ہی سیلہ کی یا وہ گوئی کا جواب از خود فراہم ہو گیا۔ عدم مخاطب کے ذریعے جواب مسکت کا یہ انداز سیلہ کی بے بضاعتی اور بے حیثیتی کا وہ بھرپور تاثر پیدا کرتا ہے جو جواب تلخ سے ہرگز پیدا نہیں ہو سکتا تھا۔ سرزنش کا واحد لفظ ”کذاب“ بھی خطاب راست کی صورت میں نہیں بلکہ تعریض غائبانہ کے اسلوب میں ہے۔

اختصار کے موقع پر کمال اختصار کی اس مثال کے پہلو بہ پہلو ان دستاویزوں پر بھی نظر ڈالئے

جن میں حضور کی جانب سے کسی معاہدے کی شرطیں لکھوائی گئی ہیں یا مختلف گروہوں کے حقوق و فرائض کی وضاحت فرمائی گئی ہے۔ ان دستاویزوں کی حیثیت چونکہ قانونی ہوتی ہے لہذا ان میں بلاغت کا تقاضا رمز و کنایہ نہیں بلکہ وضوح کامل ہے جس کے لئے با اوقات ہر ہر شق میں یکساں الفاظ کی تکرار ضروری ہوتی ہے۔ مدینہ میں قیام پذیر ہو جانے کے بعد آپ نے ماجرین، انصار اور یہود مدینہ کے لئے جو معاشرتی ضوابط وضع فرمائے ان پر مشتمل دستاویز کا ایک حصہ ملاحظہ ہو:

المہاجرین من قریش علی رباعتہم یتماقلون بینہم ، فہم یفدون عانیہم بالمعروف والقسط۔
 بین المومنین وبنو عوف علی ربا عتہم یتماقلون مما قلمہم الاہلی ، وکل طائفہ تغنی عانیہا
 بالمعروف والقسط بین المومنین۔ وبنو ساعدتہ علی رباعتہم یتماقلون مما قلمہم الاہلی ، وکل
 طائفتہ مہم تغنی عانیہا بالمعروف والقسط بین المومنین وبنو الحارث علی رباعتہم یتماقلون
 مما قلمہم الاہلی ، وکل طائفتہ تغنی عانیہا بالمعروف والقسط بین المومنین۔ (14)

وعلیٰ ہذا القیاس نو گروہوں کے لئے یکساں احکام اجمالا بیان کرنے کے بجائے نام بہ نام یکساں تفصیل کے ساتھ دہرائے گئے ہیں۔ کیونکہ عربوں کی قبائلی حیثیت کے پیش نظر نیز خود نوعیت کلام کے اعتبار سے مقتضائے حال یہی تھا۔ اس نوع کی دستاویزوں میں حضور کا اپنا نام نامی بھی منکلم کے بجائے بیسبہ غائب لایا گیا ہے جو قانونی نوعیت کے وثائق کے عین حسب حال ہے مثلاً ”محولہ بالا دستاویز کے یہ جملہ دیکھئے:

”وانکم مہما اختلفتم فیہ من شئی فان مردہ الی اللہ عزوجل والی محمد“ (۱۷)

”وانہ لایخرج منہم احد الا باذن محمد“ (۱۸)

کلام مقتضائے حال کا ایک اور پہلو مخاطب کی سطح ذہنی کو مد نظر رکھنا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مکاتیب گرامی میں اس پہلو کی بھی پوری رعایت نظر آتی ہے۔ مثلاً ”جب خطاب کسی ٹھیکہ عرب سے ہے تو جزالت الفاظ اور فصاحت اسلوب، لغات عرب پر اقدار کامل کی دلیل بن کر سامنے آتی ہے اور آج نہ صرف اہل عجم کو بلکہ خود عربوں کو بھی ان مکاتیب کا مفہوم تفسیر الغریب کے بغیر سمجھنا محال ہے کیونکہ اس میں خطاب ان عرب العراء سے تھا جن کا محاورہ و روز مرہ اسی سطح کا تھا اور جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے آغاز کلام اسی اسلوب میں کیا کرتے تھے۔

مثال کے طور پر ضیاء الدین ابن الاثیر نے اپنی شہرہ آفاق تصنیف ”المثل السائر“ میں لحنہ بن ابی زحیر کا وہ خطاب نقل کیا ہے جو قبیلہ بنو نعد کے نمائندہ کی حیثیت سے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ یہ خطاب غراب لغت سے پر ہے۔ پھر اسی کے جواب میں آپ نے دعا فرمائی نیز جو تحریر بنو نعد کے نام لکھوا کر دی وہ بھی ضیاء الدین ابن الاثیر نے نقل کی ہے جو ٹھیکہ عربیت کا پر زور نمونہ ہے (۱۹) بعد ازاں یوں تبصرہ کیا ہے :

”وفصاحتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تقتضی استعمال هذه اللفاظ ولا تکاد توجد فی کلامہ الا جواباً لمن یخاطبہ بمثلها کهذا الحدیث وما جرى مجدها ‘ علی انه قد کان فی زمنہ متداولاً بین العرب ولکنہ صلی اللہ علیہ وسلم لم يستعمله الا یسیراً“ لا نہ اعلم بالفصحیح والافصح (۲۰) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فصاحت ان الفاظ کے استعمال کی مقتضی نہ تھی اور اس طرح کے الفاظ آپ کے کلام میں عموماً اس وقت پائے جاتے ہیں جب آپ کسی ایسے شخص کو جواب دے رہے ہوں جس نے آپ سے ایسے ہی الفاظ میں خطاب کیا ہو مثلاً ”یٰ مکتوم“ یا اسی طرح کے دیگر مواقع۔ مزید براں یہ بھی ہے کہ آپ کے زمانے میں یہی عربوں کا روز مرہ تھا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کم ہی برتا ہے کیونکہ آپ کو خوب علم تھا کہ فصیح کیا ہے اور زیادہ فصیح کیا ہے۔“

ٹھیکہ عربوں سے اس طرز خطاب کے مقابلے میں غیر عرب مخاطبین، جن کو صرف مضمون مکتوب کی ترجمانی سے غرض ہے، سے آپ کا خطاب سیدھے سادھے انداز میں چند ٹھوس پیغامات پر مشتمل ہوتا ہے مثال کے طور پر دیکھیے نجاشی شاہ حبشہ، ہرقل شاہ روم، کسریٰ شاہ ایران، اور مقوقیس شاہ مصر کے نام آپ کے نامہ ہائے مبارک جو تقریباً ”یکساں عبارت پر مشتمل ہیں۔“

جہاں جہاں فرق ہے مخاطب کی شخصیت ہی کے حوالے سے ہے مثلاً ”نجاشی کے نام خط میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اسلامی عقیدے کا مختصر لیکن موثر بیان جس کے الفاظ یوں

مروی ہیں ”..... واشهد ان عیسیٰ بن مریم روح اللہ وکلمتہ القاها الی مریم البتول الطیبہ الحصینتہ، فحملت بعیسی، مملئہ روحہ وفضلہ، کما خلق ادم بیہدہ وفضلہ، وانی ادعوک الی اللہ

وحدہ لا شریک (۲۱)

” اور میں گواہی دیتا ہوں کہ عیسیٰ بن مریم، روح اللہ اور کلمۃ اللہ ہیں جس کا لقاء اللہ نے گوشہ نشین، پاکباز اور عفت ماب مریم پر کیا سو عیسیٰ نے ان کے ہلن میں قرار پکڑا یہ قرار روح الہی اور نفع الہی کے سبب سے تھا جس طرح آدم کو اللہ نے اپنے ہاتھ اور نفع سے خلق فرمایا تھا۔ اور میں تمہیں اللہ کی طرف بلاتا ہوں جو ایک ہے اور اس کا ہرگز کوئی شریک نہیں۔“ یعنی حضرت عیسیٰ و حضرت مریم علیہما السلام کے بارے میں اہل اسلام عزت و احترام کے جذبات رکھتے ہیں، نجاشی کے اس وقت کے عقیدے کی مناسبت سے ان کا ذکر فرمایا اور ساتھ ہی اسلام کو توحید پر جو اصرار ہے اور شرک و تثلیث سے جو نفور ہے اس کا اعلان دو ٹوک انداز میں کر دیا۔

تبلیغی خطوط میں آنحضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا ایک جملہ ”اسلم تسلّم“ کئی بار استعمال ہوا ہے (۲۲) جو روح بلاغت اور جان فصاحت ہے۔ کسی قدر مختصر اور کتنا جامع۔ امر اور جواب امر کے ان دو صیغوں کا لطف اہل ذوق سے مخفی نہیں۔ پھر ”س ل م“ سے ان دونوں کے اشتقاق میں حسن تجانس کی جو کیفیت اور جو صوتی حسن پایا جاتا ہے۔ وہ سونے پر ساگہ ہے۔ دو لفظ کے اس مختصر سے جملہ پر آیہ قرآنی ”ان تمودانعد“ (۲۳) کا جلال و جمال عکس آئین ہے۔ غالب نے کیا خوب کہا ہے:

حق جلوہ گر زطرز بیان محمد است
 آری کلام حق بزبان محمد است
 آئینہ دار پر تو مہر است ماہتاب
 شان حق آشکار زشان محمد است

اپنی معروضات ختم کرنے سے پیشتر خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مہر مبارک کا تذکرہ ضروری سمجھتا ہوں جو آپ کے مکاتیب کے محاسن معنوی میں مسک الختام کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس مہر میں نیچے نام نامی ”محمد“ اس کے اوپر منصب گرامی ”رسول“ اور سب سے اوپر اسم جلال ”اللہ“ یہ ترتیب کتنی یا معنی ہے اور حدیث پاک ”ادینی ربی فاحسن نادیبی“۔ ”میرے رب نے مجھے ادب سکھایا اور کمال خوبی سے سکھایا“ کی کیسی منہ بولتی تصویر ہے۔

مکاتیب نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے ادبی محاسن کا یہ سرسری سا جائزہ کسی طرح اپنے موضوع کا حق ادا نہیں کرتا تاہم آج کی نشست میں اپنے حصے کے وقت کا خیال رکھتے ہوئے مجھے - تفصیلی کے احساس کے باوجود - اس پر اکتفا کرنا ہے :

ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے
سفینہ چاہئے اس بحر بے کراں کے لئے

حواشی اور حوالہ جات

- ۱- قرآن مجید ۲۳/۲
- ۲- ایضاً ۲۳/۲
- ۳- الباقلائی، ابوبکر، محمد بن الیب، اعجاز القرآن، تحقیق السید احمد مقرر، دارالعارف، مصر، اللبحة الرابعہ، ۱۹۷۷ء ع، ص ۳۰۳
- ۴- البرد، ابو العباس، محمد بن یزید، اکمال، تحقیق محمد احمد الدانی، بیروت، اللبحة الاولی، ۱۳۰۶ھ / ۱۹۸۶ء جلد اول، ص ۳۸
- ۵- لفظ ”بیہ“ کے لغت میں تین مفہوم بتائے گئے ہیں:
”غیر“ ”علی“ اور ”من اجل“
- اس حدیث میں پہلے مفہوم کو کہتے ہوئے بعض کتب بلاغت میں اسے تاکید المدح بما مشبہ الیوم کی ایک مثال تصور کیا گیا ہے (۳۰ دیکھئے، علی الجارم ومصطفیٰ امین، ابلاغ الواسع، المدارس الثانوية، دارالعارف، مصر، ۱۹۵۱ء/۱۳۷۰ھ، ص ۲۴) تاہم میرے ذاتی ذوق کے مطابق تیسرا مفہوم اس سیاق میں مناسب ترین معلوم ہوتا ہے اور اسی کے مطابق ترجمہ کیا گیا ہے۔ زبیدی نے یہ مفہوم ابن ہشام کے حوالے سے درج کر کے لکھا ہے کہ ابن ہشام نے اس مفہوم کی مثال کے طور پر یہی حدیث نقل کی (دیکھئے تاج العروس ”بیہ“)
- ۶- الجاحظ، ابو عثمان، مروان بن بکر، البیان والتبيين، تحقیق فوزی عطوی، بیروت، ۱۹۶۸ء، ص ۲۲۰۔
- ۷- محمد حمید اللہ ڈاکٹر، رسول اکرم کی سیاسی زندگی، دارالاشاعت مقاتل مولوی مسافر خانہ، کراچی، جنوری ۱۹۸۰ء، ص ۱۳۳۔
- ۸- رسالہ ”نقوش“، رسول نمبر، ادارہ فروغ اردو، لاہور، شمارہ ۱۳۰۔ دسمبر ۱۹۸۲ء، جلد دوم، ص ۲۰۹
- ۹- مولانا سید محبوب رضوی، مکتوبات نبوی (علیٰ صا مہما الصلوٰۃ والسلام)، ادارہ اسلامیات، لاہور، اشاعت اول، مئی ۱۹۷۸ء، ص ۳۰۔
- ۱۰- دیکھئے، رسول اکرم کی سیاسی زندگی، ص ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۵۷، ۱۵۹، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷